ختمِ نبوت کی حقیقت

شیخ مبارک احمد صاحب فاضل سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ



—الناشر—
مہتمم نشر و اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ (پاکستان)

ختمِ نبوّت کی حقیقت

تقریر

جناب شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ

برموقعہ

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ

۱۹۶۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

محترم شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ نے جماعت احمدیہ کے اکہترویں سالانہ جلسہ کے موقع پر "ختم نبوت کی حقیقت" کے موضوع پر جو تقریر فرمائی تھی نظارت اصلاح وارشاد اسے کتابی صورت میں افادہ عام کے لئے شائع کر رہی ہے؛

جماعت احمدیہ کے متعلق ملک کے سادہ لوح عوام میں جو غلط فہمیاں پھیلائی جاتی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ اہمیت عقیدہ ختم نبوت کو دی جاتی ہے۔ یہ رسالہ عام فہم اور سلیس زبان ہونے کی وجہ سے انشاءاللہ مفید ثابت ہوگا۔

مہتمم نشر واشاعت

طبع اول ۵۰۰۰

〃 دوم ۵۰۰۰

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و

اشهد ان محمدا عبده ورسوله. اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمٰن الرحيم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ (سورہ احزاب)

ختم نبوت کا بلند ترین مقام

جماعت احمدیہ دل وجان سے اس بات کو مانتی اور علی وجہ البصیرت یقین رکھتی ہے کہ حضرت سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان نبی ہیں۔ آپ کی بعثت تمام اقوام عالم کے لئے ہے۔ آپ کی تعلیم بلا رنگ ونسل سب انسانوں کے لئے رحمت اور

زندگی بخش ہے۔ آپ کا پیغام بلاشبہ ساری دنیا کے لئے عزت و شرف کا پیغام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام نبیوں کی سرداری عطا فرمائی یقیناً ہر ایک نبی سے آپ ہر شان میں بہتر افضل اور اکمل ہیں۔ اور وہ تمام کمالات جو گذشتہ تمام انبیاء میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے۔ وہ یکجائی طور پر آپ میں علی وجہ الاتم موجود ہیں۔ آپ کے اس عظیم الشان مقام اور بلند و بالا منصب کو قرآن مجید میں خاتم النبیین سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی جو ابتدائے پیدائش عالم سے لے کر اس وقت تک مختلف زمانوں اور مختلف اقوام میں بھیجے گئے۔ ان میں سے صرف آپ کی ذات اقدس کو اس اعلیٰ ترین خطاب اور پُر شوکت لقب سے نوازا گیا۔ اور کسی اور نبی کو اس رفیع المرتبت منصب کا مستحق نہ سمجھا گیا۔ اس الٰہی فرمان کے مطابق ہم سب مسلمان بلا امتیاز فرقہ حضرت سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں۔ اور قرآن مجید کی اس نص صریح پر ایمان رکھتے ہیں۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔

تفسیر میں اختلافات اور ہمارا مسلک

لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ خاتم النبیین کی تفسیر اور

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام ارفع کی تشریح اور اس منصب جلیلہ کی حقیقت کی توضیح میں ہم احمدی مسلمانوں کا دوسرے مسلمان بھائیوں سے اختلاف ہے۔ جو تشریح اس عالی مقام خاتم النبیین کی ہمارے دوسرے علماء اور ان کی پیروی میں عوام سمجھتے ہیں اور بیان کرتے ہیں۔ اس سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بلند و بالا شان ظاہر نہیں ہوتی جس کے پیش نظر آپ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کے جلیل القدر مقام سے نوازا۔ اور نہ ہی اس توضیح سے وہ مقام مدح ثابت ہوتا ہے جس کے اثبات و اظہار کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں سے صرف آپ ہی کی ذاتِ اقدس کو خاتم النبیین کے منصب کے لئے منتخب کیا گیا۔

مگر جیسا کہ میں آگے چل کر بتاؤں گا غیر از جماعت علماء حضرات کی تشریح و توضیح کو اگر درست تسلیم کر لیا جائے تو واقعۃً حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ خاتم النبیین ٹھہرتے ہیں اور نہ ہی آخری نبی بلکہ اس سے آپ کی اور آپ کی امت جسے قرآن کریم میں خیرِ امت قرار دیا گیا ہے کی توہین لازم آتی ہے۔ اس کے برعکس حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بیان کردہ تشریح و توضیح کی پیروی میں جماعت احمدیہ ختم نبوت کی جو حقیقت پیش کرتی ہے اس سے بلاشک وشبہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ کامل کا جہاں اظہار ہوتا ہے وہاں

آپ کی عظیم الشان روحانی رفعت اور امت محمدیہ کے خیر امت ہونے کا یقینی اور واقعاتی ثبوت بھی ملتا ہے اور واضح طور پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا مقام مدح میں ثابت ہو جاتا ہے جماعت احمدیہ کی پیش کردہ تعبیر و تفسیر سے نہ صرف یہ کہ نص صریح پر ایمان من کل الوجوہ قائم رہتا ہے بلکہ جس حقیقت کے پیش نظر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کا منصب و مقام عطا کیا گیا وہ بھی کامل واتم اور واضح رنگ میں کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

انبیاء کی اقسام

قرآن کریم اور احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ انبیاء تین قسم کے ہیں:۔

اوّل وہ نبی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نئی شریعت لاتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یا جیسا کہ ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی شریعت دے کر بھیجے گئے۔ ایسے انبیاء صاحب شریعت نبی کہلاتے ہیں اور اس قسم کے نبیوں کی نبوت کو بعض اوقات حقیقی نبوت کا بھی نام دیا جاتا ہے۔ کیونکہ نبوت کے ہر سلسلہ کا آغاز تشریعی نبوت سے ہوتا ہے اور باقی قسم کی نبوتیں اس کے بعد آتی ہیں۔

دوسرے وہ نبی جو کہ نئی شریعت تو نہیں لاتے لیکن کسی سابقہ شریعت کی خدمت کے لئے ان کو مبعوث کیا جاتا ہے مگر ان کی یہ نبوت مستقل نبوت ہوتی ہے جو انہیں کسی پہلے نبی کی اتباع اور پیروی کی وجہ سے نہیں ملتی بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے براہ راست ملتی ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت داؤدؑ۔ حضرت سلیمانؑ۔ حضرت زکریاؑ اور حضرت یحیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام مبعوث ہوئے یہ مستقل نبی تھے کیونکہ ان کی نبوت کے حصول میں حضرت موسیٰؑ کی اتباع کا کوئی دخل نہ تھا۔ خدا تعالیٰ سے براہ راست اپنی ذاتی حیثیت میں یہ انعام ان نبیوں نے پایا تھا۔ ایسے نبی باوجود صاحب شریعت نبی نہ ہونے کے مستقل نبی کہلاتے ہیں اور ان کی نبوت مستقل۔ کیونکہ مستقل سے مراد ایسی چیز ہے جو کسی دوسری چیز کے سہارے کے بغیر اپنی ذات میں قائم ہے۔ اور چونکہ ان نبیوں نے براہ راست طور پر نبوت حاصل کی تھی اس لئے وہ مستقل نبی کہلائے۔

تیسرے وہ نبی جو نہ تو صاحب شریعت ہو اور نہ ہی کسی پہلے نبی کی پیروی کے بغیر اس نے براہ راست انعام پایا ہو۔ بلکہ اس کی نبوت کسی سابق اور متبوع نبی کی ظل اور اس کا عکس اور اس کا حصہ ہو یعنی وہ اپنے پیشوا نبی کی پیروی کے نتیجہ میں اس سے فیض پا کر اور اس کے نور سے روشنی لے کر نبوت کا انعام پائے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ

احمدیہ کی نبوت تھی جو آپ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی اور کامل پیروی میں حاصل کی۔ یہ نبوت ظلی نبوت کہلاتی۔ اور اس قسم کی نبوت کا حامل اگر ایک جہت سے نبی کہلاتا ہے تو دوسری جہت سے وہ امتی بھی ہوتا ہے۔

عام مسلمانوں کا عقیدہ

غیر از جماعت مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تینوں قسم کی نبوت کلّی طور پر بند ہو چکی ہے اور آپ کے بعد کوئی شخص خواہ وہ کسی قسم کی نبوت کا حامل ہو قیامت تک نہیں آسکتا اور آئندہ کے لئے اب کسی شخص کے لئے کسی صورت اور کسی حالت میں بھی یہ ممکن نہیں کہ وہ نبوت کا مقام حاصل کر سکے اور جو نبی آنے تھے وہ سب کے سب آپ کی بعثت سے قبل آچکے۔ اب آئندہ کوئی نبی نہیں آئیگا نہ صرف یہ کہ دوسری امتوں میں سے کسی فرد کو نبوت کا مقام نہیں ملے گا بلکہ خود امت محمدیہ کے افراد بھی کمالاتِ نبوت کے حصول سے یکسر محروم و بے نصیب رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا ہے اور خاتم النبیین کے معنے ہیں کہ آپ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ ختم نبوت کے اس مفہوم کے مطابق آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے نبوّت کی تمام نہریں ہمیشہ ہمیش کے لئے بند ہو چکی ہیں۔ نہ صرف غیر قوموں اور امتوں کے لئے بلکہ خود آپ کی اپنی امت کے افراد کے لئے بھی۔ ایک طرف نبوت کے بالکل بند ہو جانے پر اتنا زور۔ اور دوسری طرف یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس قبل حضرت موسیٰ کی شریعت یعنی توراۃ کی خدمت کے لئے مستقل نبوت پاکر مبعوث ہوئے تھے اب دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور امت محمدیہ کی اصلاح فرمائیں گے۔

اور لطف کی بات یہ ہے کہ وہ ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے ختم نبوت میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ اس مفہوم میں اوّل تو صریح تضاد پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک طرف یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہے۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہیں آسکتا اور دوسری طرف ایک غیر امت کے نبی کو دوبارہ دنیا میں لاکر انقطاع نبوت کی نفی اور ختم نبوت کو توڑا جاتا ہے۔ دوسرے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک اور کسرِ شان لازم آتی ہے کہ نعوذ باللہ حضور نے دنیا میں فیضان الٰہی کو ہمیشہ ہمیش کے لئے بند کر دیا۔ دوسرے آپ کی امت کو خیر امت ہونے کے باوجود ایک غیر قوم کے نبی کا

محتاج ہونا پڑا۔

جماعت احمدیہ کا عقیدہ

اس کے مقابل پر جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پہلی دو قسم کی نبوتوں کا دروازہ تو کلی طور پر بند ہو چکا ہے۔ یعنی اب نہ تو کوئی صاحبِ شریعت نبی آسکتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت آخری شریعت ہے۔ اور نہ بغیر شریعت کے ہی کوئی نبی آسکتا ہے جس نے مستقل حیثیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت سے آزاد رہ کر نبوت پائی ہو کیونکہ اس سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوتِ تامہ کاملہ کی ہتک ہوتی ہے کہ کوئی شخص آپ کے فیض سے باہر رہ کر نبوت کے کمالات کا وارث بنے۔ مگر تیسری قسم کا نبی جو ظلّی اور امتی نبی کہلاتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی سے اور آپ کے فیض سے مستفیض ہو کر آپؐ کی غلامی میں آسکتا ہے کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوتِ تامہ کاملہ کی ہتک نہیں۔ بلکہ آپ کی نبوت کا کمال ثابت ہوتا ہے۔ ہم احمدیوں کے عقیدہ کے مطابق اس قسم کی نبوت سے ختم نبوت کی مہر بھی ہرگز نہیں ٹوٹتی۔ اور

نہ آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کوئی رخنہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ مخدوم اور متبوع اور فیض دہندہ ہونے کے لحاظ سے اس صورت میں بھی دراصل آپ ہی آخری نبی رہتے ہیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے عقیدہ کو ختم نبوت کے منافی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے خلاف سمجھتے ہیں کیونکہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے براہ راست نبوت کا منصب پایا تھا۔ لہٰذا ایسے شخص کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی اصلاح کے لئے مبعوث ہونا جس کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرہون منت نہیں۔ ہمارے سیّد و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے موجب ہتک اور ختم نبوت کی مہر کو توڑنے والا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ "ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی" میں فرماتے ہیں:۔

> "ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے جو صاحب شریعت ہو یا بلاواسطہ متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہو۔ بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے۔

اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کے لئے
قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔ وہ وحی جو اتباع کا
نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی مگر نبوت شریعت والی
یا نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے ولا سبیل الیھا
الی یوم القیامۃ۔

ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی برکت سے اور آپ کے نور سے منوّر ہو کر اور آپ کے افاضۂ روحانیہ کے واسطہ سے غیر تشریعی اور امتی نبی آسکتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا فیضان آپ کے متبعین کے لئے جاری ہے اور تا قیامت یہ جاری رہے گا۔ پس جو آپ کا امتی اور آپ ہی کی شریعت کا خادم ہے اس کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں۔ اور نہ ہی آیت خاتم النبیین کے خلاف۔ کیونکہ اس قسم کا نبی آپ ہی کا ظل اور بروز ہے۔

نصّ کے انکار کا ظالمانہ الزام

ختم نبوّت کی اس حقیقت کے پیش نظر جو ہماری طرف سے پیش کی جاتی ہے۔ دوسرے علماء جماعت احمدیہ کو منکر ختم نبوت قرار دے کر کافر ٹھہراتے ہیں۔ چنانچہ مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی

اپنے رسالہ ختم نبوّت میں لکھتے ہیں کہ:۔

"اہل سنت والجماعت مسلمان اس بات کے
قائل ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی
نبی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیّین اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے لا نبی بعدی۔ اب
جو کوئی کہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
نبی ہے تو اس کو کافر قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ اس نے
نصّ کا انکار کیا ہے۔"

مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی اس بیان میں اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ جو کوئی یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہے تو اس کو کافر قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ اس نے نصّ کا انکار کیا ہے۔ محض یہ کہہ دینے سے یا اس قسم کا عقیدہ رکھنے سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس قسم کا نبی آسکتا ہے جو حضور کے واسطہ سے اور آپ کی پیروی کی برکت سے نبوت کا مقام پانے والا ہے یعنی امتی نبی، نصّ کا انکار نہیں۔ نصّ کے انکار کے تو یہ معنی ہیں کہ یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو خاتم النبیین نہیں قرار دیا۔ یا یہ کہا جائے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتا۔ مگر حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ تو واضح الفاظ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین مانتے اور جزوِ ایمان قرار دیتے ہیں اور خدا تعالےٰ کی عزت اور اس کے جلال کی قسم کھا کر فرماتے ہیں:۔

"مجھے خدا کی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں مومن اور مسلمان ہوں۔ اور میں اللہ تعالیٰ۔ اس کی کتابوں۔ اس کے رسولوں۔ اس کے فرشتوں اور بعث بعد الموت پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور میرا ایمان ہے کہ ہمارے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور خاتم النبیین ہیں"

(ترجمہ از عربی عبارت حمامۃ البشریٰ ص۸)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو

اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"

(تقریر واجب الاعلان بحوالہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۴۴)

پھر حضورؑ نے اپنی کتاب کشتی نوح میں لکھا:۔

"عقیدہ کی رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے" (کشتی نوح مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

پھر حضورؑ نے فرمایا:۔

"ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

(ایک غلطی کا ازالہ مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں اور کس زور سے فرماتے ہیں:۔

"مجھ پر اور میری جماعت پر جو الزام لگایا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوت یقین معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا

لاکھواں حصہ بھی وہ لوگ نہیں مانتے۔"

(الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۶ کالم ۴)

وقت کی مناسبت سے یہ چند اقتباسات حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات و تحریرات سے پیش کئے گئے ہیں۔ ورنہ آپ کی تصنیفات میں اس قسم کی تحریریں بڑی کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ اور آپ نے تکرار کے ساتھ اس امر کا بڑے شدّ و مد سے اظہار فرمایا ہے کہ نصّ قرآنی کے مطابق آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہی ایمان آپ کے متبعین یعنی جماعت احمدیہ کے افراد کا ہے اور دل و جان سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

اس واضح اظہار کی موجودگی میں کسی کا یہ کہنا کہ جماعت احمدیہ ختم نبوّت کی منکر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہیں کرتی اور یہ کہ وہ نصّ قرآنی کی منکر ہے بڑی ہی زیادتی ہے اور صریحاً حق کو چھپانے بلکہ حد درجہ کی فتنہ انگیزی کے مترادف ہے۔ کیونکہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور آپ کی جماعت کی طرف ایسی بات منسوب کی جاتی ہے جو ان کے عقائد اور ایمانیات کے بالکل

مخالف ہے۔

مودودی صاحب کا بے بنیاد دعویٰ اور اس کے عبرتناک نتائج

"جماعت صالحین" کے امیر مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی اس میدان میں اپنے حریفوں سے دو قدم آگے نظر آتے ہیں یہ وہ صاحب ہیں جنہوں نے محض جماعت احمدیہ کو دائرۂ اسلام سے خارج کرنے کیلئے نہایت دیدہ دلیری سے یہ بے بنیاد دعویٰ بھی کر ڈالا ہے کہ "پہلی صدی سے آج تک پوری دنیائے اسلام متفقہ طور پر "خاتم النبیین" کے معنے آخری نبی ہی سمجھتی رہی ہے۔ حضور کے بعد نبوّت کے دروازہ کو ہمیشہ ہمیش کے لئے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ رہا ہے۔ اور اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور جو اس کے دعوے کو مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(رسالہ ختم نبوت صفحہ ۲۱)

میں پوچھتا ہوں کہ مسلمانوں کا کیا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ نبی اللہ تشریف لائیں گے ہاں کیا خود مودودی صاحب نے اپنے رسالہ "ختم نبوت" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی

کو برحق تسلیم نہیں کیا؟ اس واضح حقیقت کے علاوہ امت محمدیہ کی
کی چودہ سو سالہ تاریخ اس دعویٰ کو غلط ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔
ام المومنین حضرت عائشہؓ۔ امام الفقہ حضرت ملا علی قاریؒ۔ سرتاج
الصوفیا حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ۔ امام محمد طاہرؒ۔ حضرت مجدد
الف ثانی۔ احمد سرہندیؒ۔ قدوۃ السالکین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب
محدث دہلوی۔ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی اور دوسرے بزرگ
جن کی جوتیوں کی خاک بن جانا مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کے لئے
سب سے بڑی سعادت ہے۔ برملا اور صاف لفظوں میں یہ عقیدہ
پیش کرتے چلے آئے ہیں کہ "خاتم النبیین" کے منصب کے یہ معنی
ہرگز نہیں کہ امت محمدیہ میں اب نبوت کے کمالات ہی ختم ہو گئے ہیں۔
بلکہ مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب نئی شریعت
لے کر آنے والا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

امت کے مقدس اکابر کی ان فیصلہ کن تصریحات پر میں اپنی تقریر
میں مفصل روشنی ڈالوں گا۔ مگر یہاں میں نہایت دکھ بھرے دل کے
ساتھ یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر مودودی صاحب کا دعوے
صحیح ہے تو معاذ اللہ ان سب بزرگوں کو جن میں بڑے بڑے صحابہ،
بڑے بڑے صوفیا، بڑے بڑے ائمہ جو اپنی نیکی و تقویٰ اور اعلےٰ خدمات

کے باعث مسلمانوں میں بڑی عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے
ہیں کو کافر قرار دینا پڑے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آہ یہ ساری مصیبت محض اس وجہ سے پیش آرہی ہے کہ "ختم نبوت"
کی حقیقت کی ایسی تشریح و توضیح کی جاتی ہے جس سے نہ صرف یہ کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ بلند اور پرعظمت شان ظاہر نہیں
ہوتی جس کے باعث آپ کو خاتم النبیین قرار دیا گیا تھا بلکہ اس
توضیح کے تسلیم کرنے سے بہت سی قابلِ قدر اور ذی عزت بزرگ
ہستیاں کافر قرار پاتی ہیں۔

اس سے بڑھ کر اس قسم کے نظریہ کے تسلیم کر لینے سے اس موقف
کو درست قرار دینا پڑتا ہے۔ جس کو بار بار اللہ تعالےٰ نے
قرآن کریم میں رد کیا ہے۔ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ نبوت کو
ہمیشہ کے لئے مسدود قرار دینے کا نظریہ قدیم سے چلا آرہا ہے
چنانچہ گذشتہ زمانہ کی بعض اقوام بھی متواتر طور پر پیش کرتی رہی
ہیں۔ اور یہی کہتی رہی ہیں کہ ان کے نبی کے بعد اب اور کوئی نبی
نہیں آئے گا۔ اور جو رسول خدا تعالےٰ نے بھیجنا تھا وہ بھیج چکا۔
آئندہ اور کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے
نہایت واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام

کا ان کی زندگی میں انکار کیا گیا حتّٰی اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا۔ لیکن جب وہ وفات پا گئے تو تم نے کہہ دیا کہ اب ان کے بعد اللہ تعالےٰ کوئی اور رسول نہ بھیجے گا۔ (سورہ المومن آیت ۳۵)

اسی طرح لکھا ہے:۔

"اِجْمَاعُ الْيَهُوْدِ عَلٰى اَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ"

کہ یہود کا اس عقیدہ پر اجماع تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حالانکہ استثناء میں موسیٰ علیہ السلام کی مانند نبی کے مبعوث ہونے کی واضح پیشگوئی موجود تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں بھی اس عقیدہ کے لوگ موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا۔ (الجن)

کہ وہ تمہاری طرح یہ سمجھتے تھے کہ اللہ ہرگز کسی (نبی) کو مبعوث نہیں فرمائے گا۔

عیسائیوں نے بھی اس عقیدہ کو اپنایا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔*

* تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ خاتم النبیین ؐ شائع کردہ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی۔

لیکن قرآن مجید اور تاریخ عالم اس بات کے زندہ گواہ ہیں کہ اس قسم کے خیالات اور نظریات کے باوجود رسول اور نبی دنیا میں آتے رہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد بھی نبی آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی نبی آئے۔ اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی خدا تعالےٰ کا نبی آیا۔ اور وہ عظیم الشان نبی جس کے متعلق حدیث قدسی میں فرمایا گیا:۔

لولاك لما خلقت الافلاك

اگر اس عظیم الشان موعود نبی کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو دنیا جہان نہ پیدا کئے جاتے۔ اسلام نے اور قرآن کریم نے واضح طور پر اس قسم کے خیالات رکھنے والوں کو غلطی پر قرار دیا ہے۔ اور نبی نہ آنے کے نظریہ کی ہمیشہ تردید کی۔ اور برعکس اس کے اللہ تعالیٰ نبیوں کو بھیجتا رہا۔ اسلامی اور مذہبی نقطۂ نگاہ یہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے عملی ثبوت گذشتہ زمانہ کی اقوام عالم کے سامنے پیش کیا۔ قرآن کریم میں اس کے ذکر کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کے خیالات رکھنے والے چونکہ آئندہ زمانے میں بھی پیدا ہونے والے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کی تردید کا سامان پہلے ہی کر دیا۔

پھر قرآن کریم نے اس خیال کی کہ کوئی نبی اس قسم کا بھی ہو سکتا ہے

کہ اس کے بعد کسی قسم کے نبی کے آنے کی اجازت نہ ہو، متواتر تردید کی ہے ۔ اور اس خیال کو غلط قرار دیا ہے ۔ اور باوجود لوگوں کے بار بار کہنے کے کہ اب ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ خدا تعالیٰ ان کے بعد دوسرے نبی بھیجتا رہا تا بنی نوع انسان کی رہنمائی کا سلسلہ جاری رہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا تقاضا ہر زمانہ میں پورا ہوتا رہے۔

انسانیت کی ہدایت کے لئے آسمانی نظام

اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی کے لئے دو ہی طریق رکھے ہیں۔
ایک فطرتی طریق جس کا ذکر قرآن کریم کی آیت فالهمها فجورها وتقوٰها (سورہ الشمس آیت ۸) میں کیا گیا ہے ۔ یعنی ہر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے بُری باتوں اور نیک باتوں کے سمجھنے کا مادہ رکھا ہے۔ اور اسے ایسے قوٰے عطا کئے ہیں جن کی مدد سے اگر انسان دیانت داری اور خدا ترسی کی روح سے کوشش کرے تو بُرے اور بھلے میں تمیز کرکے راہ ہدایت کو پا سکتا ہے ۔ اس فطرتی راہنمائی کے علاوہ دوسرا طریق اللہ تعالیٰ نے انسان کی راہنمائی کے لئے یہ تجویز کیا ہے کہ انسانوں میں سے بعض کو چُن لیتا ہے اور ان کی

خود تربیت کرکے بنی نوع انسان کی اصلاح کے لئے ان کو مقرر کرتا ہے
اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :-

اللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (ج)

اللہ تعالیٰ ایسے منتخب رسولوں کے ذریعہ بنی نوع انسان کی راہنمائی اور ان کی اصلاح کا کام لیتا ہے ۔ یہ اس کا قائم شدہ دستور ہے قرآن کریم میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ نے اس دستور کو بند کر دینے یا منسوخ کر دینے کا کوئی اعلان نہیں کیا۔ بلکہ اس آیت کے الفاظ بتاتے ہیں۔ بالخصوص لفظ يَصْطَفِي جس کے معنی ہیں چُنتا ہے اور چُنے گا۔ یعنی اب بھی اور آئندہ بھی وہ اصلاح کے اس طریق سے کام لیتا رہیگا اور بنی نوع انسان کی راہنمائی کے لئے رسولوں اور نبیوں کو مقرر کرتا رہے گا۔

پس یہ خیال کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی کسی قسم کا بھی نہیں آسکتا اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان معنوں میں خاتم النبیین ہیں کہ آپ اب ایسے آخری نبی ہیں کہ ہر ایک قسم کی نبوت کا دروازہ آپ کے آنے سے کلی طور پر بند ہوگیا ہے اور اس طرح آپ نے ہر قسم کی نبوت کو ختم کر دیا ہے ۔ ہر گز ہر گز درست خیال نہیں۔ یہ ویسا

ہی خیال ہے۔ جیسا حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہوا اور خدا تعالیٰ نے اس کی تردید کردی۔ یہ ویسا ہی خیال ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہودیوں میں پیدا ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیج کر یہود کے اس خیال کو رد کردیا۔ یہ ویسا ہی خیال ہے جو عیسائیوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پیدا ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے عظیم الشان نبی کو مبعوث فرما کر ان کے خیال کو ردّ کردیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جب مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک خادم اور امتی کو آپ کے فیض کی برکت سے مقام نبوت پر سرفراز فرما کر اس خیال کی تردید کردی۔ اس طرح اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ایک بار دو بار نہیں بلکہ متعدد مرتبہ اس خیال کو غلط ثابت کیا۔ اور اس حقیقت کو الم نشرح کیا۔ کہ ہدایت ربانی کا سلسلہ جو ابتدائے آفرینش سے جاری کیا گیا تھا وہ قیامت تک جاری رہے گا۔

ہاں جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ چونکہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین کے منصب عالی پر سرفراز فرمایا ہے اور آپ کو شریعت کاملہ عطا فرمائی ہے۔ اب کسی شخص کو نہ تو براہ راست

طور پر نبوت کے مقام پر فائز کیا جائے گا اور نہ ہی مستقل طور پر الگ شریعت دے کر بھجوایا جائیگا۔ کیونکہ دین مکمل ہو چکا ہے۔ لیکن نبوت محمدی کے روشن چراغ سے روشنی حاصل کرکے اور آپ کے فیض سے فیض پاکر آپ کی اتباع میں آپ کے غلام بالواسطہ طور پر بغیر شریعت جدیدہ کے نبی بنتے رہینگے: تا حسب سابق ہدایت ربانی کا سلسلہ جاری رہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اس حقیقت کی توضیح میں فرماتے ہیں کہ:-

"اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا۔ تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اسی بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔

(تجلیات الٰہیہ طبع اوّل ص۲۵)

پھر آپ نے خاتم الانبیاء کی توضیح میں فرمایا:-

"اور وہ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)

خاتم الانبیاء بنے۔ مگر ان معنوں میں نہیں کہ آئندہ ان سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحبِ خاتم ہیں بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو پہنچ سکتا۔ اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحبِ خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔ اور اس کی حکمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا۔ اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصولِ معرفت کی اصل جڑ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیضِ وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے۔ اور جو شخص امتی نہ ہو اس پر وحی کا دروازہ بند ہے۔ سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۰۶)

خاتم الانبیاء کے یہ معنی اور ختم نبوت کی یہ حقیقت جو حضرت

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بیان فرمائی۔ یہ کوئی نئی تشریح نہ تھی بلکہ یہ وہ تشریح اور توضیح ہے جو خود اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک قرآن مجید میں بیان کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو بیان فرمایا۔ صحابہ اور بہت سے بزرگ آئمہ اس کو بیان کرتے چلے آئے ہیں۔

قرآن مجید میں اجرائے نبوّت کا واضح ذکر

جیسا کہ میں بیان کر آیا ہوں کہ قرآن مجید نے اصولی طور پر اس خیال کی، کہ کوئی نبی اس قسم کا بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد کسی قسم کے نبی کے آنے کی اجازت نہ ہو۔ متواتر تردید کی ہے۔ دوسرے سارے قرآن کریم میں کوئی ایک لفظ تک ایسا نہیں ملتا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کلی طور پر بند ہونا ثابت ہوتا ہو۔ بلکہ ہر جگہ خدائی رحمتوں اور خدائی نعمتوں کے دریا بہتے نظر آتے ہیں۔ لے دے کے ہمارے مسلمان بھائی صرف آیت وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ آیت تو خود زیر بحث ہے۔ قرآن مجید کا یہ طریق ہے کہ یفسر بعضہ بعضاً۔ جب کسی مضمون کو قرآن مجید بیان

کرتا ہے تو مختلف مقامات پر اس کی تائید و توضیح میں مختلف رنگوں میں اس مضمون کی وضاحت کرتا ہے۔ لیکن قرآن مجید کا اس اہم مضمون پر صرف ایک آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بیان کر کے بالکل خاموش ہو جانا اور کسی دوسری جگہ اس مضمون کو نہ دہرانا جو ہمارے مسلمان بھائی اس آیت سے نکالنا چاہتے ہیں۔ بلکہ جا بجا اس کے خلاف بیان کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کو سارے دوسرے نبیوں سے وسیع اور ارفع رنگ میں پیش کرنا اس بات کی قطعی اور یقینی دلیل ہے کہ آیت خاتم النبیین کے وہ معنی ہرگز درست نہیں جو ہمارے مسلمان بھائی سمجھتے ہیں۔

بہر حال ہمارا یہ دعوٰے ہے کہ سارے قرآن مجید میں کوئی ایک آیت کیا کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے ہمارے سیدّ و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہونا ثابت ہوتا ہو۔ یا ختم نبوت کے اس مفہوم کی تائید ہوتی ہو جو غیر از جماعت احباب اور ان کے علماء پیش کرتے ہیں۔ برعکس اس کے قرآن کریم میں متعدد اس قسم کی آیات پائی جاتی ہیں جن سے نہایت وضاحت کے ساتھ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین میں سے آپ کے بعد تابع اور امتی نبی آتے رہیں گے۔

پہلی آیت

اس سلسلہ میں پہلی آیت وہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلی سورۃ میں دعا کے طور پر سکھائی ہے فرماتا ہے یہ دعا مانگا کرو۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔

اے اللہ! ہمیں صراط مستقیم کی طرف آنے کی طاقت دے۔ اور ان لوگوں کے راستہ پر چلا جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔ ان کی راہ سے بچا جو مغضوب علیہم تھے یا گمراہ اور ضالین تھے۔

یہ آیت جو ہر باعمل مسلمان کم از کم تیس بار دن میں پڑھتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین کے لئے ایک عظیم الشان بشارت کی خبر دے رہی ہے۔ اس آیت میں خدا تعالےٰ مسلمانوں کو یہ دعا سکھاتا ہے کہ تم مجھ سے وہ انعام مانگو جو میں تم

سے پہلی امتوں کے لوگوں پر کرتا رہا ہوں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس دعا میں صرف ہدایت طلب کرنا مقصود نہیں۔ کیونکہ اگر صرف یہی مقصود ہوتا تو اھدنا الصراط المستقیم کے الفاظ کہنا کافی تھا اس کے ساتھ صراط الذین انعمت علیھم کے الفاظ زیادہ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ ان الفاظ کا زیادہ کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ گذشتہ انعام پانے والوں کے انعام حاصل کرنے کے لئے دعا سکھائی گئی ہے۔ پہلی قوموں نے کیا انعامات حاصل کئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

واذ قال موسیٰ لقومہٖ اذکروا
نعمت اللہ علیکم اذ جعل فیکم
انبیاء وجعلکم ملوکاً۔ (المائدہ آیت ۲۱)

کہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری
قوم! اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو یاد کرو کہ اس نے تم
میں انبیاء پیدا کئے اور اس نے تمہیں بادشاہت عطا کی۔

سورۃ فاتحہ کی دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اور اس آیت کو یکجائی طور پر دیکھا جائے تو صاف واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو نبوت اور بادشاہت

دونوں قسم کے انعام ملیں گے کیونکہ وہ خیر امت ہیں اور خیر الرسل کے ماننے والے ہیں۔ ورنہ اس دعا کے سکھانے کا مقصد ہی کیا تھا کہ آپ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہیں آسکتا اور خاتم النبیین سے یہ مراد تھی کہ اب آپ سب سے آخری نبی ان معنوں میں ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہ ہوگا۔ تو خدا تعالےٰ نے یہ دعا کیوں مسلمانوں کو سکھائی؛ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے لئے نبوت کا انعام ممکن الحصول تھا جس طرح بادشاہت کا انعام ممکن الحصول ہے؛

دوسری آیت

پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع
الذین انعم اللہ علیھم من النبیین
والصدیقین والشھداء والصالحین و
حسن اولٰئک رفیقا۔ (النساء آیت ۷۰)

یعنی جو لوگ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کریں گے۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ شامل کئے جائیں گے جن پر ہم نے انعام کیا یعنی

نبی، صدیق، شہید اور صالح اور یہ سب انعام پانے والے لوگ بہترین رفیق ہیں۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی سے ایک انسان صالحیت کے مقام سے ترقی کر کے نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر آیت کے یہ معنے کئے جائیں کہ خدا تعالے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنے والے صرف ظاہری طور پر نبیوں کے ساتھ ہوں گے۔ مگر نبی نہیں ہونگے تو یہی تشریح دوسرے تین مدارج کے بارہ میں بھی کرنی پڑے گی کہ وہ صدیق کے ساتھ ہوں گے مگر صدیق نہ ہوں گے۔ وہ شہید کے ساتھ ہوں گے مگر شہید نہ ہوں گے۔ وہ صالح کے ساتھ ہوں گے مگر صالح نہ ہوں گے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تشریح و توضیح صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کے صریح منافی ہیں کہ آپؐ کی پیروی سے کوئی شخص صدیق اور صالح بھی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ صرف ظاہری طور پر ان کے ساتھ ہوگا۔ یہ آیت کس صراحت اور وضاحت کے ساتھ امت محمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں نبوت کا دروازہ کھول رہی ہے اور ختم نبوت کی اس حقیقت کو جو ہمارے مسلمان بھائی پیش کرتے ہیں رد کر رہی ہے۔

تیسری آیت

ایک اور آیت قرآن کریم کی سنئے جس میں امت محمدیہ میں صریح طور پر رسولوں کی آمد کا وعدہ دیا گیا ہے۔ فرمایا:۔

یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقی و اصلح فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون۔ (الاعراف آیت ۳۶)

یعنی اے بنی آدم! اگر آئندہ تمہارے پاس تمہیں میں سے خدا تعالیٰ کے رسول آئیں جو تم کو خدا تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سنائیں تو تم ہرگز انکار نہ کرنا۔ بلکہ ایمان لے آنا۔ کیونکہ جو لوگ رسولوں کی آمد پر تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ وہ خوف اور حزن سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

مجھے یاد ہے جب ۱۹۲۵ء میں نیروبی میں مولوی لال حسین صاحب اختر سے میرا مناظرہ اجرائے نبوت کے مسئلہ پر ہوا۔ اور قرآن کریم کی یہ آیت بطور دلیل کے میں نے پیش کی۔ اور بتایا

کہ اللہ تعالیٰ نے آدم زادوں کو یہ خطاب فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ جب تم میں کوئی رسول مبعوث ہو۔ تو اس کا انکار نہ کرنا اور اسے مان لینا۔ تو مولوی لال حسین صاحب اختر تقریر کے دوران میں شور مچانے لگے کہ یہ تو بنی آدم کو خطاب ہے۔ اس پر میں نے کہا میں تو آپ سب کو بنی آدم میں سے ہی خیال کرتا ہوں اور انسان ہی سمجھتا ہوں وہ یہ جواب سن کر شرمندہ ہو گئے۔

واضح رہے کہ اس آیت کے آگے پیچھے کے الفاظ واضح طور پر یہ ثابت کر رہے ہیں کہ یہ آیت آئندہ زمانہ کے لوگوں کے لئے ہے نہ کہ کسی گذشتہ قوم کے لئے۔ اس آیت میں بڑی وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ جب تک آدم زاد موجود ہیں اور صفحہ زمین انسانوں سے آباد ہے۔ ان میں نبی اور رسول آتے رہیں گے۔ اور انسانوں کا فرض ہے کہ وہ ان کی مخالفت سے بچیں اور انکار کا طریق اختیار نہ کریں۔ بلکہ ان کی ہدایت کو تسلیم کر کے اپنی اصلاح کریں۔

امام جلال الدین صاحب سیوطی لکھتے ہیں :۔

فانہ خطاب لاھل ذالک الزمان و لکل من بعدھم۔ (تفسیر القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۴ مصری باب فی وجوہ مخاطباتہ)

یعنی یہ خطاب اس زمانہ کے لوگوں اور سب بعد کے لوگوں کے لئے ہے۔ اس آیت میں صرف آئندہ رسولوں کے آنے کا ذکر نہیں۔ بلکہ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ وہ رسول باہر سے نہ ہوں گے بلکہ تم میں سے ہوں گے۔ یعنی تمہارے رسول کے تابع اور اُمتی ہوں گے؛

پس جب اس میں رسولوں کی آمد کا واضح الفاظ میں وعدہ دیا گیا ہے تو کس طرح یہ تسلیم کر لیا جائے کہ آیت خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور یہ کہ آپ کے آنے سے ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو گا۔ یہ آیات واضح طور پر اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ قرآن کریم ختم نبوت کے اس مفہوم اور اس حقیقت کو درست تسلیم نہیں کرتا۔ جو ہمارے دوسرے علماء کرام کی طرف سے پیش کی جاتی ہے۔ بلکہ قرآن کریم واضح طور پر اس نظریہ کی تائید کر رہا ہے جو جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایسے نبی آسکتے ہیں۔ جو غیر شرعی اور امتی اور تابع نبی ہوں۔ ہاں شرعی نبی اور مستقل نبی نہیں آسکتے۔ آیت خاتم النبیین بھی اس نظریہ کے مخالف نہیں۔ بلکہ یہ آیت اس

نظریہ اور نکتہ نگاہ کی حامی ہے جو قرآن کریم کی دوسری آیات سے ثابت ہے اور جس کو میں ابھی پیش کر چکا ہوں :

آیت خاتم النبیین کا صحیح مفہوم

خاتم النبیین کے معانی پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم میں خَاتَم تاء کی زبر سے لکھا ہے۔ جس کے معنے مُہر کے ہیں۔ دوسری قرأت خاتِم ہے جس کے معنے مُہر لگانے والے کے ہیں۔ اور مُہر لگانے سے غرض تصدیق ہوتی ہے۔ اس صورت میں خاتم النبیین کے معنے یہ ہوئے کہ آپ سب نبیوں کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ یعنی کسی نبی کی نبوت اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتی جب تک کہ آپ کی مہر تصدیق اس کے ساتھ نہ ہو۔ شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی خاتم النبیین کی تفسیر میں لکھتے ہیں :۔

"بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ رُتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے۔" [۱]

---

[۱] ۔ (قرآن مجید مترجم شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب و مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مطبوعہ مدینہ پریس بجنور)

پھر خاتم کے معنے عربی زبان میں انگوٹھی کے بھی ہوتے ہیں اور انگوٹھی کی غرض زیب و زینت ہوتی ہے۔ اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیوں کے لئے باعث زینت ہیں جس طرح انگوٹھی پہننے والے کے لئے زینت کا موجب ہوتی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ انبیاء کو پاکیزہ صورت میں پیش کرنے کا سہرا بھی حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید پر ہے۔

ورنہ جس رنگ میں ان انبیاء کے حالات ان کی اپنی کتب میں مذکور ہیں۔ ان کے پیش نظر تو اعلیٰ درجہ کے انسان بھی ثابت نہیں ہوتے چہ جائیکہ ان کو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ نبی سمجھا جائے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب نبیوں کے صحیح مقام کو پیش فرمایا ہے اور ان کی عزت کو قائم کیا۔ اور ان کا برگزیدہ ہونا اپنے متبعین پر ظاہر فرمایا۔ اور اس طرح آپ ان کے لئے باعثِ زینت و اکرام بنے۔ ان لفظی معنوں کے علاوہ اگر محاورے کو مدنظر رکھا جائے تو خاتم النبیین مرکب اضافی ہے۔ لفظ خاتم مضاف اور النبیین مضاف الیہ۔ اس قسم کا مرکب اضافی جو کسی کی مدح میں استعمال ہوا ہو تو اس کے معنے ہمیشہ اس جماعت مضاف الیہ کا

اعلیٰ کامل اور انتہائی افضل فرد کے ہوتے ہیں۔ اور وہ فرد اپنے کمال میں بے مثال اور عدیم النظیر ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے استعمالات کی متعدد مثالیں ہماری طرف سے شائع کی جا چکی ہیں۔ جیسے خاتم الشعراء۔ خاتم اولیاء۔ خاتم الاصفیاء وغیرہ وغیرہ۔ اس صورت میں خاتم النبیین کے معنے محاورۂ لغت کی رو سے یہ ہوں گے کہ آپ پر کمالات نبوت ختم ہیں۔ اور آپ اس کمال میں انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں اور کوئی دوسرا ان کے درجہ اور پایا کا نہیں بہرحال لفظی معنے لئے جائیں یا محاورہ کے ان معنوں کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکمل اور افضل الانبیاء ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ نہ یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا بھی نہیں آسکتا۔ اور یہ کہ کلّی طور پر نبوت کا دروازہ آپ کے آنے کے بعد بند ہو گیا ہے۔

ختم نبوت کی تفسیر زبانِ نبوی سے

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ختم نبوت کا یہی مفہوم سمجھتے تھے کہ آپ کے بعد امتی اور غیر تشریعی نبی آسکتا ہے۔ اور آیت خاتم النبیین اس قسم کے نبی کے آنے میں روک نہیں۔

آیت خاتم النبیین جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے ۵ ہجری میں نازل ہوئی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات سنہ ۹ھ میں ہوئی۔ ان کی وفات پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا۔ (ابن ماجہ جلد اول ص ۲۳۷)

اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی ہوتا۔ پس آیت خاتم النبیین کے نازل ہونے کے چار سال بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا ثابت کرتا ہے کہ حضورؐ آیت خاتم النبیین سے نبوت کا بکلی بند ہونا نہیں سمجھتے تھے۔ اگر آپ کے بعد آپ کے تابع نبی آنے میں آیت خاتم النبیین روک ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی یہ نہ فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔ بلکہ یہ فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا تو نبی نہ ہو سکتا۔ کیونکہ اس میں آیت خاتم النبیین روک ہے۔ مگر حضورؐ نے ایسا نہیں فرمایا۔ بلکہ کہا تو یہ کہا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی بن جاتا جب کہ آیت خاتم النبیین چار سال پہلے نازل ہو چکی تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ ختم نبوت کا ارشاد آچکا ہے مگر باوجود اس کے آپ نے یہ الفاظ فرمائے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا

توضرور نبی بن جاتا۔ اس بات کا قطعی اور یقینی ثبوت ہے کہ ختم نبوت کے باوجود امت محمدیہ میں کسی قسم کی نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری جو فقہ حنفیہ کے مشہور اور زبردست امام ہیں اس حدیث سے انہوں نے امکان نبوت پر استدلال کیا ہے اور لکھا ہے:۔

لو عاش ابراھیم وصار نبیاً وکذا لو صار عمرؓ نبیاً لکان من اتباعہ علیہ السلام۔ (موضوعات کبیر صفحہ ۵۸، ۵۹)

یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتے اور نبی بن جاتے۔ اور اسی طرح اگر حضرت عمر نبی ہو جاتے تو یہ دونوں آپ کے متبعین ہی رہتے۔

پھر یہی مشہور امام لکھتے ہیں۔ ان کا نبی ہو جانا آیت خاتم النبیین کے خلاف نہ ہوتا۔ پھر فرماتے ہیں:۔

فلا یناقض قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی بعدہ نبیٌ ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ (ایضاً)

یعنی ان کا نبی ہو جانا خدا تعالیٰ کے قول خاتم النبیین کے

خلاف نہ ہوتا۔ کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔ امام ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کی تشریح میں خاتم النبیین کے معنوں کی دو شرطوں کے ساتھ تعیین کر دی۔ اوّل یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ دوم یہ کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی بھی نہیں آسکتا جو آپ کی امت سے باہر ہو۔ اور یہ وہی تشریح اور توضیح ہے جو ختم نبوت کی جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے کہ غیر شرعی اور امتی نبی آسکتا ہے۔ شرعی اور بلاواسطہ نبی نہیں آسکتا۔

حضرت عائشہؓ کا عقیدہ

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ خاتم النبیین کے کیا معنے سمجھتے تھے اور ان کے نزدیک ختم نبوت کی کیا حقیقت تھی۔ سب مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عائشہؓ کا علمی مرتبہ بہت بلند تھا۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ قرآن مجید کے معانی سمجھنے میں خاص ملکہ رکھتی

تھیں۔ بڑے بڑے صحابہ آپ سے فتویٰ پوچھا کرتے تھے۔ آپ فرماتی ہیں:۔

"قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ۔ (مجمع البحار ص۸۵)

یعنی لوگو! یہ تو کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت عائشہؓ کے اس قول سے ظاہر ہے کہ آپ خاتم النبیین کے یہ معنے ہرگز ہرگز نہ سمجھتی تھیں کہ آپ اس رنگ میں آخری نبی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہ ہوگا۔ بلکہ جو لوگ خاتم النبیین سے یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے بعد مطلقاً کوئی نبی نہیں آسکتا حضرت عائشہؓ کے نزدیک وہ غلطی پر ہیں۔ ورنہ آپ یہ کیوں فرماتیں کہ یہ تو کہو کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ لیکن یہ ہرگز مت کہو کہ آپ کے بعد نبی نہیں۔

حضرت علیؓ کا عقیدہ

حضرت علیؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپ کی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے خاوند اور چوتھے خلیفہ تھے کے متعلق روایت آتی ہے کہ آپ نے

ایک شخص ابو عبد الرحمٰن بن سلمے نامی کو اپنے صاحبزادگان حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی تعلیم کے لئے مقرر کر رکھا تھا ابو عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ كنت اقرئ الحسن و الحسين فمربي علي ابي طالب رضي الله عنه و انا اقرئهما وقال لي اقرئهما وخاتم النبيين بفتح التا۔ (در منثور جلد ۵ ص۲۰۴ مصری۔ مرتبہ امام السیوطی آیت خاتم النبیین)

یعنی میں حضرت حسن اور حسین کو پڑھایا کرتا تھا تو ایک دفعہ جب میں ان صاحبزادگان کو پڑھا رہا تھا حضرت علی بن ابی طالب میرے پاس سے گزرے اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا۔ دیکھو انہیں خاتم النبیین کا لفظ ت کی زبر سے پڑھانا۔ خاتم کا لفظ عربی زبان میں دو طرح سے آتا ہے۔ ایک ت کی زیر سے یعنی خاتِم اور ایک ت کی زبر سے یعنی خاتَم لیکن چونکہ ت کی زیر کی صورت میں غلط فہمی کا احتمال تھا۔ اس لئے حضرت علیؓ نے کمال دانشمندی اور دور اندیشی سے اس خطرہ کو بھانپ کر ابو عبد الرحمٰن کو تاکید فرمائی کہ دیکھنا میرے بچوں کو خاتم کا لفظ ت کی زبر سے پڑھانا۔ زیر سے نہ پڑھانا۔ تا نبیوں کی مُہر والے معنے مراد لئے جائیں۔ اور کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہ ہو اور کہیں نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والا اور بند کرنے والا آپ کو

نہ سمجھ لیا جائے۔ اس لئے آپ نے فوراً ابو عبد الرحمٰن کو اس سے روک کر ہدایت کی کہ ت کی زبر سے یعنی خاتَم پڑھاؤ تا ان صاحبزادوں اور ان کے استاد کے دل میں نبیوں کی مہر والے معنوں کا تصور مضبوطی سے قائم ہو جائے۔ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ جو ابتدائی بزرگ ترین صحابہ میں سے ہیں ان کے بیانات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنے اور ختم نبوت کے مفہوم میں جو غلط رحجان پیدا ہونے کا اندیشہ تھا اسے انہوں نے شروع میں ہی بھانپ لیا تھا اور تاکید سے وہ اس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ اور اس بات کی تلقین شروع کر دی تھی کہ بے شک یہ تو کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ لیکن یہ مت کہنا کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی کسی قسم کا بھی نہیں آسکتا۔

حضرت شیخ محی الدین صاحب ابن عربی کا عقیدہ

اس قسم کی تشریح اور توضیح اسلام کے وسطی زمانہ کے ایک بہت بڑے بزرگ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی کی ہے اور انہوں نے بڑی صراحت اور تکرار سے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد صرف شریعت والی نبوت بند ہے۔ عام نبوت کا دروازہ ہرگز بند نہیں۔ آج سے ساڑھے سات سو سال پہلے کے بزرگ لکھتے ہیں :-

فان النبوة التی انقطعت بوجود رسول الله صلی الله علیه وسلم انما هی نبوة التشریع لا مقامها فلا شرع یکون ناسخاً لشرعه صلی الله علیه وسلم ولا یزید فی حکمه شرعاً آخر وهذا معنی قوله صلی الله علیه وسلم ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی۔ الخ

وہ نبوت جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے پر منقطع ہوئی وہ صرف تشریعی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت۔ پس اب کوئی شرع نہ ہو گی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرع کی ناسخ ہو۔ اور نہ آپ کی شرع میں کوئی حکم بڑھانے والی شرع ہو گی

اور یہی معنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے ہیں کہ:-

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔

یعنی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس قول سے یہ ہے کہ اب ایسا کوئی نبی نہ ہوگا جو میری شریعت کے مخالف شریعت پر ہو۔ بلکہ جب کبھی کوئی نبی ہوگا تو وہ میری شریعت کے حکم کے ماتحت ہوگا۔ (فتوحات مکیہ جلد ۲ ص ۳ مطبوعہ مصر)

پھر اسی بزرگ نے اس کتاب میں فرمایا:-

فما ارتفعت النبوة بالکلیة و لهذا قلنا انما ارتفعت نبوة التشریع فهذا معنی لا نبی بعدی۔ (فتوحات مکیہ جلد ۲ باب ۷۳ سوال ۲۸ ص ۵۸)

پس نبوت کلی طور پر نہیں اٹھی۔ اس لئے ہم نے کہا ہے کہ صرف تشریعی نبوت اٹھی ہے اور یہی معنے حدیث لا نبی بعدی کے ہیں۔

پھر حضرت شیخ محی الدین صاحب ابن عربی اسی مضمون کے متعلق اسی کتاب میں فرماتے ہیں:-

فالنبوة سارية الی یوم القیامة فی

الخلق وان کان التشریع قد انقطع فالتشریع جزءٌ من اجزاء النبوة۔

(ایضاً باب ۷۳ سوال ۸۲ ص ۹۰)

یعنی نبوت دنیا میں قیامت کے دن تک جاری ہے اگرچہ شریعت کا نزول ختم ہو چکا ہے پس شریعت نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔

حضرت امام طاہرؒ کا عقیدہ

ان کے بعد ایک اور ممتاز بزرگ حضرت امام محمد طاہرؒ کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ جنہیں اپنے زمانہ کا امام مانا جاتا ہے اور جن کی کتاب مجمع البحار حدیث کی لغت میں ایک بڑے پایہ کی کتاب تسلیم کی گئی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:-

عن عائشة قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعده وهذا ناظراً الی نزول عیسیٰ وهذا ایضاً لاینافی حدیث لا نبی بعدی لانه اراد لا نبی ینسخ شرعه۔

یعنی حضرت عائشہؓ نے جو یہ فرمایا ہے کہ لوگو تم یہ تو کہا کرو کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ بات حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے پیش نظر کہی گئی ہے۔ اور یہ قول حدیث لا نبی بعدی کے خلاف نہیں۔ کیونکہ اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صرف یہ منشاء تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا جو میری شریعت کو منسوخ کرے۔ مطلقۃً نبوت کا بند ہونا مراد نہیں تھا۔ (تکملہ مجمع البحار ص۸۵)

حضرت امام محمد طاہرؒ کا یہ ارشاد ختم نبوت کی حقیقت کے سلسلہ میں بہت واضح ہے۔ اور صرف یہ ثابت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شریعت والی نبوت ہی کا دروازہ بند ہے۔ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند نہیں۔ دوسرے یہ کہ اسلام میں جس مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی پائی جاتی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کا تابع ہوگا۔ اور اس کا آنا حدیث لا نبی بعدی کے منشاء کے خلاف نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کا عقیدہ

اسی طرح گیارہویں صدی ہجری کے مجدد اور بڑی شخصیت

حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا:۔

"حصول کمالات نبوت مرتابعان را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل علیہ وعلی جمیع الانبیاء والرسل الصلوات والتحیات منافی خاتمیت او نیست علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام فلا تکن من الممترین۔"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے لئے آپ کی پیروی میں اور آپ کے روحانی ورثہ کے طور پر نبوت کے کمالات کا حاصل کرنا آپ کی ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ پس تم اس معاملے میں ہرگز شک کرنے والے لوگوں میں سے مت ہو۔"

(مکتوبات امام ربانی جلد ا مکتوب ۳۰۱ ص ۴۳۲)

ختم نبوت کی حقیقت کے سلسلہ میں جو نظریہ جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے کیا یہ نظریہ وہی نظریہ نہیں ہے جو ان بزرگوں نے پیش کیا۔ کیا ہم اس کے سوا اور کچھ کہتے ہیں۔؟

حضرت شاہ ولی اللہؒ کا عقیدہ

پھر بارہویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی۔ جن کے وسیع علم وفضل کا اعتراف عالم اسلام کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں :-

"ختم بہ النبیون ای لا یوجد بعدہ من یامرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں ہو سکتا۔ جسے خدا تعالے کوئی نئی شریعت دے کر مبعوث کرے"

(تفہیمات الٰہیہ جلد دوم ص۷۲، ۷۳ تفہیم ۵۵)

حضرت شاہ صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد جس چیز کا دروازہ بند قرار دیتے ہیں وہ صرف نئی شریعت کا نزول ہے۔ اور یہی وہ حقیقت ہے جو ہماری طرف

سے ختم نبوت کی پیش کی جاتی ہے کہ اب نئی شریعت کا نزول بند ہو چکا ہے۔ اور کوئی ایسا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو چھوڑ کر نئی شریعت کا اجراء کرے :

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کا عقیدہ

آخر میں حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی، جو مدرسۃ العلوم دیوبند کے بانی تھے اور جو دیوبندی خیال کے مسلمانوں میں بالخصوص بڑی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں خاتم النبیین کی تشریح وتوضیح میں جو کچھ فرماتے ہیں وہ سنیئے۔ آپ لکھتے ہیں :-

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم زمانی اور تاخر زمانی میں

بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں
ولکن رسول اللہ و خاتم
النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر
صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف
مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام
مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار
تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں
کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا
نہ ہو گی۔" (تحذیر الناس صـ۳ مطبوعہ سہارنپور)

پھر اسی کتاب میں دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں:۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی
کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں
کچھ فرق نہ آئے گا۔" (تحذیر الناس صـ۲۸)

ان جلیل القدر بزرگوں کی توضیحات سے یہ بات بالکل
واضح ہے کہ خاتم النبیین کا صرف اور صرف
یہ مفہوم ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
بعد کوئی شارع نبی نہیں آسکتا۔ اور نہ ایسا نبی جو آپ کی امت

میں سے نہ ہو۔ پس حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور جماعت
احمدیہ کی طرف سے ختم نبوت کی حقیقت میں کوئی ایسی بات
پیش نہیں کی جاتی جس کی تائید قرآن شریف سے اور حضرت
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے ارشادات سے
نہ ہوتی ہو اور نہ ہی جماعت احمدیہ کی طرف سے ایسی تشریح
و توضیح کی گئی ہے جو بزرگان سلف اور مجددین امت، مسلمہ
صوفیاء اور بزرگ اولیاء کے نظریات کے مخالف ہو۔

آنحضرتؐ کی عدیم المثال قوت قدسی

یہ شہادتیں جو اس وقت آپ کے سامنے جلیل القدر
صحابہ آئمہ اور بزرگان سلف کی پیش کی گئی ہیں۔ واضح طور پر
اسی نظریہ کی تائید کر رہی ہیں۔ جو نظریہ ختم نبوت کا جماعت
احمدیہ نے پیش کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے بعد ایسے نبی کا آنا ممنوع ہے جو شریعت جدیدہ لائے۔
یا بلا واسطہ طور پر نبوت مستقلہ کا دعویٰ کرے۔ ہاں بالواسطہ طور
پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی آپ کے فیض سے

فیض یافتہ ہو کر مقام نبوت تک پہنچ سکتا ہے۔ اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے فرمایا:۔

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵ طبع اوّل)

اور پھر اس کی توضیح میں مزید فرمایا:۔

"اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

ختمِ نبوت کی یہ حقیقت جو جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کی جاتی ہے اس سے فی الواقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم النبیین بھی رہتے ہیں اور آخری نبی بھی ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ آپ ہی کی نبوت کا فیضان قیامت تک جاری رہے گا۔ اور اس فیضان کے ثمرات سامنے آتے رہیں گے۔ لیکن اگر ختم نبوت کی اُس حقیقت کو تسلیم کیا جائے جو غیر از جماعت مسلمان بھائیوں کی طرف سے اور مخالف احمدیت علماء کی طرف سے پیش کی جاتی ہے۔ تو اس کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان جہاں بند ہو جانا ثابت ہوتا ہے وہاں حضرت عیسےٰ علیہ السلام آخری نبی ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ بقول مودودی صاحب و دیگر علماء۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نزول ہوگا۔ اور یہ نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ہوگا۔ اس صورت حال میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام خاتم النبیین اور آخری نبی ہوں گے۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اور کون محب رسول اس کو گوارا کر سکتا ہے۔؟

تحفظ ”ختم نبوت“ کی علمبردار صرف جماعت احمدیہ ہے

مخالف احمدیت علماء کے اس نظریہ سے عیسائیوں کو کس قدر ان کے مشن کی مضبوطی میں تقویت ملتی ہے۔ اور اسلام کو کس قدر شدید نقصان پہنچتا ہے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ افلا تتفکرون۔

لیکن جماعت احمدیہ کی پیش کردہ ختم نبوت کی حقیقت سے اسلام کو ایک خاص عظمت والی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے فیضان کی وجہ سے دائمی اور ابدی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اور عیسائیت کا مسلمانوں کو ورغلانے کا سارا تاروپود ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ جو احمدیت کے رنگ میں دنیا کو نظر آرہی ہے۔ اسے عیسائی اپنے لئے خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ لندن میں پادریوں کی ایک عالمی کانفرنس میں لارڈ بشپ آف گلاسٹر ریونڈر چارلس ایلی کوٹ نے نہایت گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا:۔

”کہ اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ مجھے ان لوگوں نے جو صاحب تجربہ ہیں۔ بتایا ہے کہ ہندوستان میں ایک نئی طرز کا اسلام سامنے آرہا ہے۔ اور اس جزیرہ میں بھی کہیں کہیں اس کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔ جن کی بناء پر اس نئے اسلام کی وجہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پھر وہی عظمت حاصل ہوتی جارہی ہے۔“

(THE OFFICIAL REPORT OF THE MISSIONARY CONFERENCE OF THE ANGLICAN COMMUNION 1894 PAGE 64.)

ختم نبوّت کی جو زندہ حقیقت اور اسلام کی تصویر کے مختلف دلکش پہلو جس رنگ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ در اصل یہی وہ چیز ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا پہلے بھی باعث

نبی اور آئندہ بھی اسی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قائم ہو گی۔ عیسائیت ان حقائق سے جو جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں زک اٹھا رہی ہے اور مسلمانوں کو ورغلانے کا سارا تانا بانا چکنا چور ہو رہا ہے

یاد رکھئے اگر "خاتم النبیین" کے معنے وہی ہیں جو مودودی صاحب وغیرہ اصحاب مراد لیتے ہیں۔ تو پھر حضرت عیسٰے علیہ السلام کو خاتم النبیین اور آخری نبی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ مگر کون باغیرت مسلمان ہے۔ جو حضرت عیسٰے علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل پر خاتم النبیین تسلیم کرے۔ ہم احمدیوں کی غیرت اس بات کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتی کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر الناس، افضل الرسل کی بجائے خاتم النبیین اور آخری نبی حضرت عیسٰےؑ کو سمجھا جائے۔ اسلام کی غیرت کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا تقاضا یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو جاری وساری سمجھا جائے اور اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ صرف اور صرف آپ کے فیض سے ہی فیض یافتہ

ہو کر آپ ہی امت کے افراد اب روحانیت کے اعلیٰ مقامات کو حاصل کرتے رہیں گے۔ تا آپ کی حقیقی دائمی زندگی کا ثبوت تا قیامت ملتا رہے۔ اور آپ کا حقیقی رنگ میں خاتم النبیین ہونا ثابت ہو۔ ختم نبوت کی یہی وہ حقیقت ہے جو ہم احمدیوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل و برتر شان کا نظارہ ملتا ہے۔

پس آج ختم نبوت کے عالی مقام کی حفاظت میں سرفروشانہ خدمات سرانجام دینے والی جماعت صفحہ عالم پر صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا کے کفرستانوں میں آج اشھد ان محمد رسول اللہ کی آواز پوری قوت سے بلند ہو رہی ہے۔ اور جو لوگ کبھی اسلام کے مخالف تھے آج خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں آکر آپ پر صبح و شام درود پڑھ رہے ہیں۔

اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابرھیم

و علیٰ آل ابراھیم انک حمید
مجید "

بالآخر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ سیدنا مرزا غلام احمدؐ
صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھ
کر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں آپ فرماتے ہیں:۔

"جس کامل انسان پر قرآن شریف
نازل ہوا اس کی نظر محدود نہ تھی۔ اور اس
کی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ
تھا۔ بلکہ کیا باعتبار زمانی اور کیا باعتبار مکانی
اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی
اس لئے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل
حصہ اس کو ملا اور وہ خاتم الانبیاء بنے مگر
ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی
روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں
سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی
مہر کے فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی
امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الہیہ

کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی
نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس
کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس
کیلئے امتی ہونا لازمی ہے۔ اور اس کی ہمت
اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر
چھوڑنا نہیں چاہا۔ اور ان پر وحی کا دروازہ جو
حصول معرفت کی اصل جڑ ہے۔ بند رہنا گوارا
نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم
رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی
پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص امتی
نہ ہو اس پر وحی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے
ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء
ٹھہرایا لہذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی
کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا امتی ہونا
ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت
میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے۔ ایسا انسان
قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے

اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ مگر ظلی نبوت جس کے معنے ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا۔ وہ قیامت تک باقی رہے گی۔ تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔ اور تا یہ نشان دنیا سے مِٹ نہ جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں۔ اور معرفتِ الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷، ۲۸ طبع اوّل)
